

# حضرت امام خمینیؑ کا تاریخ ساز پیغام

## میخائل گورباچف کے نام

بسم الله الرحمن الرحيم

ساری دنیا اس حقیقت سے بخوبی واقف ہے کہ ایران میں اسلامی جمہوری حکومت کے قیام سے قبل مشرق و مغرب کی دو عظیم طاقتوں نے دنیا کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ یعنی دنیا کے تمام ممالک یا مشرقی بڑی طاقت کے فرمانبردار تھے یا مغربی بڑی طاقت کے اطاعت گزار اور مشرقی بڑی طاقت کی باگ ڈور سوویت یونین کے صدر گورباچوف اور مغربی بڑی طاقت کی قیادت صدر امریکہ جی کارٹر کے ہاتھوں میں تھی اور عالمی سیاست انہیں لوگوں کے اشارہ پر چلنے لگی تھی اور اسلام و مسلمانوں کی سرکوبی کا لائحہ عمل سلسلہ جاری تھا۔

ایسے انسانیت سوز ماحول میں ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء کو اسلامی انقلاب کی عظیم الشان کامیابی کے بعد امام خمینی نے دنیا میں پہلی بار نہ صرف 'نہ شرقی' نہ غربی فقط جمہوری اسلامی" کے نعرہ کے ساتھ دونوں بڑی طاقتوں کی بالادستی کی اعلانیہ تردید کرتے ہوئے خداوند عالم کی لازوال طاقت پر بھروسہ کرنے کی دعوت دی بلکہ پیغمبر اکرم کی سنت و سیرت پر عمل کرتے ہوئے مشرقی عظیم طاقت کے سربراہ گورباچف کی خدمت میں ایک سفارتی وفد بھیج کر انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت بھی دی۔

دعوت اسلامی پر مبنی اس پیغام کی سب سے بڑی اہمیت یہ تھی کہ اپنے اس مکتوب میں امام خمینی نے عالمی اشتراکی نظام کی ناکامی و ناپسندی کی آہٹ محسوس کرتے ہوئے یہ اعلان کر دیا تھا کہ "آپ جس کیوزم کی بات کر رہے ہیں وہ اب عوام کے درمیان نہیں بلکہ غائب گھروں میں پائی جاتی ہے۔" ان کی اس پیشین گوئی کے تھوڑے ہی دنوں بعد سوویت یونین کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ اس مکتوب کی دوسری اہم بات یہ ہے کہ امام خمینی نے گورباچوف سے یونہی نہیں کہہ دیا کہ اسلام قبول کر لیجئے بلکہ آپ نے فرمایا کہ اپنے ملک کے دانشوروں کی ایک جماعت کے ذریعہ اسلام کا مطالعہ کروائیے۔ میرا یقین کامل ہے۔ اسلام میں ہر دور کے تقاضوں کو پورا کرنے کی بھرپور صلاحیت

موجود ہے۔ اگر آپ لوگ بھی اسلام کی صلاحیت کو روئے کار لاتے ہوئے پرچم نو حید کے سایہ میں آگے قدم بڑھائیں تو دنیا میں امن و سلامتی کا یول بلا ہو جائے گا۔ واضح ہے کہ امام امت نے اپنی اس تاریخ ساز راہ و روش سے یہ ثابت کر دیا کہ اسلام اپنی تبلیغ کے لئے تیر و تلواریا بمباری و دھماکہ سازی کا محتاج نہیں رہا بلکہ ہمیشہ علمی اور منطقی بنیادوں پر ہی اس نے مقبولیت کی منزلیں طے کی ہیں۔ شاید یہی وہ اہم نکات تھے جن کو نگاہ میں رکھتے ہوئے گوربا چوف نے عالمی خبر رساں ایجنسیوں سے گفتگو کرتے ہوئے یہ اعلان کیا تھا کہ "مجھے فخر ہے کہ امام خمینی عظیم اور قدآور شخصیت نے اپنے پیغام کے لئے میرا انتخاب کیا ہے۔" اس پیغام کا مکمل متن حاضر خدمت ہے۔

(ادارہ)

### جناب محترم گوربا چوف!

صدر مجلس اعلیٰ، سوشلسٹ سوویت یونین!

آپ کی اور روسی قوم و ملت کی خوش بختی و نیک بختی کی اُمید کرتے ہوئے!

جب سے آپ نے اپنا عہدہ سنبھالا ہے یہ احساس ہو رہا ہے کہ آپ نے دُنیا کے سیاسی واقعات کے تجزیے خصوصاً دور جدید میں روس، جن مسائل سے دوچار ہے، ان کی طرف نئے سرے سے انقلاب آمیز نظر ڈالی ہے اور دنیاوی حادثات و واقعات کے سلسلہ میں آپ کے بے باکانہ فیصلوں سے ہو سکتا ہے کہ موجودہ دُنیا پر حاکم توازن میں غلل پڑے اور ایک بڑی تبدیلی رونما ہونے کا سبب بنیں۔ اس لیے میں نے چند باتوں کی طرف آپ کی توجہ کو مبذول کرنا بہتر سمجھا!

بہت ممکن ہے آپ کا دائرہ فکر اور آپ کے نئے عزائم محض پارٹی کے مسائل اور اس کے ذیل میں روسی عوام کے بعض مشکلات کا حل ڈھونڈ نکالنے تک محدود ہوں پھر بھی، جس نظر یہ نے سالہا سال دُنیا کے فرزند ان انقلاب کو اپنے آہنی حصاروں میں مقید کر رکھا تھا، اس نظر یہ پر اتنے دلیرانہ انداز سے آپ نے جو تجدید نظر فرمائی ہے، یہ بھی قابل تعریف ہے۔ اور اگر اس سے کچھ اور بلند ہو کر آپ غور و فکر کریں تو سب سے پہلا مسئلہ جو آپ کے لیے یقیناً

کامیابی کا باعث ہوگا، وہ یہ ہے کہ آپ کے بزرگوں کا جو نظریہ خدا سے دوری اور دین دشمنی پر مبنی تھا اور جس نے مدتِ روس کو زبردست نقصان پہنچایا ہے، آپ اس نظریہ کے بارے میں تجدیدِ نظر کریں۔ اور پھر سے سوچیں۔ آپ یقین کیجئے کہ دنیاوی مسائل کے واقعی حل کا اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ ممکن ہی نہیں ہے۔

البتہ یہ ممکن ہے کہ اقتصادی میدان میں غلط طریقہ عمل اور اقتدار پر قابض گزشتہ کمیونسٹ لیڈروں کی غلط کارگزاریاں مغربی ممالک کے سبز باغ دکھائیں، لیکن حقیقت کچھ اور ہی ہے۔ اگر آپ اس سلسلہ میں سوشلزم اور کمیونزم کے اقتصادیات کی اُلجھی گتھیوں کو مغربی سرمایہ دارانہ نظام کے سائے میں سلجھانا چاہیں گے تو نہ صرف یہ کہ آپ اپنے معاشرہ کے درد کا علاج نہیں کر سکیں گے بلکہ آئندہ آنے والوں کو آپ کے اشتباہات کا جبران کرنا پڑے گا، کیونکہ اگر آج مارکسزم اپنی اقتصادی و اجتماعی روش میں حائل دیوار کو عبور کرنے سے عاجز ہے تو مغربی دنیا بھی ان ہی مسائل میں البتہ ایک دوسرے انداز سے دیگر مسائل کے تحت حادثات سے دو چار ہے۔

جناب محترم کورباچوف!

حقیقتوں سے منہ نہیں موڑنا چاہیے آپ کے ملک کی اصل مشکل مالکیت اقتصاد اور آزادی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ آپ کی تمام پریشانیوں کی اصل جڑ خدا پر اعتقاد نہ ہونا ہے، وہی مشکل جس نے مغرب کو بھی تباہی و بربادی کی انتہا تک پہنچا دیا ہے اور پہنچا کے رہے گی۔ آپ کی اصل مشکل مبداء وجود و ہستی، خداوند عالم کے مقابلہ میں ایک عرصہ سے جاری فضول ٹکراؤ ہے۔

جناب محترم کورباچوف!

یہ بات سب ہی پر روشن ہو چکی ہے کہ اب اس کے بعد کمیونزم کو دنیا کی سیاسی تاریخ کے عجائب گھروں ہی میں ڈھونڈنا پڑے گا۔ کیونکہ مارکسی نظریہ انسان کی واقعی ضروریات کو

پورا کرنے سے قطعی قاصر ہے۔ اس لیے کہ یہ ایک ماڈی نظر یہ ہے۔ اور آج مشرق و مغرب کا معاشرہ جس بنیادی بیماری میں مبتلا ہے وہ ”بشریت کا معنویت پر عدم اعتقاد“ ہے اور اس بحران سے بشریت کو مادیات کے ذریعہ نجات نہیں دلائی جاسکتی۔

محترم کوربا چوف!

ممکن ہے آپ نے مقام اثبات میں مارکسزم کے بعض پہلوؤں سے روگردانی نہ کی ہو، اور آج کے بعد بھی انٹرویو وغیرہ میں اس پر اپنے مکمل عقیدہ اور اعتماد کا اظہار فرمائیں۔ مگر یہ بات آپ خود بھی جانتے ہیں کہ مقام ثبوت میں ایسا نہیں ہے۔

کیونز م پر سب سے پہلی کاری ضرب چینی قیادت نے لگائی اور دوسری اور بظاہر آخری کاری ضرب آپ نے مل کر کیونز م پر لگائی ہے۔ اب اس وقت دنیا میں کیونز م نام کی کوئی چیز باقی نہیں ہے۔ لیکن میں آپ سے پوری سنجیدگی کے ساتھ اتنا ضرور چاہتا ہوں کہ مارکسزم کی خیالی دیواروں کو توڑنے میں آپ، مغرب اور شیطان بزرگ (امریکہ) کے زندان میں گرفتار نہ ہو جائیں۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ دُنیا کے کیونز م کی مگر سالہ کچی کے آخری بوسیدہ نقاب کو بھی اپنے ملک اور تاریخ کے چہرے سے نوج کر پھینک دیں گے اور اس طرح واقعی ایک قابلِ افتخار کارنامہ انجام دیں گے۔

اب آپ کی طرفدار وہ حکومتیں بھی جن کے دل اپنے وطن و اہل وطن کے لیے دھڑک رہے ہیں، کسی قیمت پر اپنے ملکوں کے زمینی وزیرِ زمینی ذخیروں کو کیونز م کی کامیابی کے لیے جس کی ہڈیوں کے ٹوٹنے کی آوازیں خود ان کے فرزندوں کے کانوں تک پہنچ چکی ہیں، خرچ کرنے پر تیار نہ ہوں گی۔

محترم کوربا چوف!

جس وقت آپ کی بعض جمہوریتوں میں واقع مسجدوں کے گلدستہ اذان سے اللہ اکبر اور پیغمبر ختمی مرتبت کی رسالت کی کواہی کی صدا ستر سال کے بعد سنی گئی۔ ”خالص اسلام محمدی“

کے سب طرفداروں کی آنکھوں سے نور شوق میں آنسو نکل آئے۔

لہذا میں نے ضروری سمجھا کہ یہ موضوع آپ کے کوش گزار کردوں کہ ایک بار پھر سے مادی و الہی، دونوں تصور کائنات کا جائزہ لیجیے۔ مادہ پرستوں نے اپنے تصور کائنات میں شناخت کا معیار ”حس“ کو قرار دیا ہے اور جو چیز دائرہ حس میں نہ آئے اس کو علم کے دائرہ حکومت سے باہر جانتے ہیں۔ اور ہستی کو مادہ کا مثل مانتے ہوئے اگر کوئی چیز مادہ سے منرا ہے تو اس کا وجود تسلیم نہیں کرتے۔ اسی لیے یہ لوگ دُنیا ئے غیب۔ مثلاً وجودِ خدا، وحی و نبوت اور قیامت۔ کوسرے سے انسا نہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ الہی تصور کائنات میں معیار شناخت حس و عقل دونوں ہیں۔ لہذا عقلی چیزیں بھی علم (سائنس) کے دائرہ حکومت میں داخل ہیں، چاہے انھیں حس اور تجربہ میں نہ لایا جاسکے۔ اس لیے ہستی! غیب و شہود دونوں کو شامل کرتی ہے اور غیر مادی چیز بھی موجود ہو سکتی ہے۔ اور جس طرح مادی وجود مجرد سے وابستہ ہے، شناختِ حسی بھی شناختِ عقلی پر متکی ہے۔ قرآن نے مادی انداز فکر کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے، اور جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ خدا نہیں ہے کیونکہ اگر خدا ہوتا تو دکھائی دیتا۔

”لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً“

ارشاد ہوتا ہے:

”لَا تَدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ۔“

قرآن مجید اور اس کے ان استدلالوں سے، جو اس نے وحی، نبوت اور قیامت کے سلسلہ میں فرمائے ہیں، ہم قطع نظر کرتے ہیں، کیونکہ آپ کے نظریہ کے مطابق تو پہلے یہی محل بحث ہے۔

اصولی طور پر آپ کو فلاسفہ کے پُر بیچ مسائل، خصوصاً اسلامی فلسفہ کے مباحث میں الجھانا نہیں چاہتا۔ صرف دو ایک بہت ہی سادہ، فطری اور وجدانی مثالیں سند کے طور پر پیش کرنا ہوں جن سے سیاست دان حضرات بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

یہ مسلمات میں سے ہے کہ مادہ و جسم چاہے جو بھی ہو وہ اپنے آپ سے بے خبر ہے۔ انسان کے ایک سگی یا ماڈی مجسمہ کا ہر ہر حصہ اپنے دوسرے حصہ سے منحنی و پوشیدہ ہے۔ حالانکہ ہم واضح طور پر دیکھتے ہیں کہ انسان و حیوان اپنے ہر طرف سے آگاہ و باخبر ہے۔ انسان جانتا ہے وہ کہاں ہے؟ اس کے آس پاس کیا ہو رہا ہے؟ دُنیا کے حالات کیا ہیں؟ اس لیے ماننا پڑے گا کہ انسان و حیوان میں ایک دوسری چیز بھی ہے جو مادہ سے مانوق ہے اور وہ عالم مادہ سے جدا ہے جو مادہ کے مرنے سے نہیں مرتی، باقی رہتی ہے۔

فطرتاً انسان اپنے اندر ہر کمال کو مطلق طور پر پائے جانے کا خواہشمند ہوتا ہے اور آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ انسان دُنیا کی قدرت مطلقہ کا طالب ہوتا ہے۔ اور کسی بھی ناقص قدرت سے اس کا دل نہیں بھرتا۔ اگر ایک پوری دُنیا اس کے قبضہ میں ہو اور اس سے کہا جائے کہ ایک دُنیا اور بھی ہے تو وہ فطرتاً اس بات کی طرف مائل ہوگا کہ وہ دُنیا بھی کسی طرح اس کے قبضہ میں آجاتی۔ انسان چاہے جتنا بڑا دانشور ہو، اگر اس سے کہا جائے دوسرے علوم بھی ہیں تو وہ فطرتاً ان علوم کو حاصل کرنے کی طرف مائل ہوگا۔ لہذا ایک قدرت مطلقہ اور علم مطلق کی ضرورت ہے جس سے انسان لو لگائے۔

اور وہ صرف خدا کی عی ذات ہے جس سے ہم سب کی اُمیدیں وابستہ ہیں چاہے ہم خود نہ جانتے ہوں۔ انسان کی خواہش ہے کہ ”حق مطلق“ تک پہنچ جائے تاکہ فانی فی اللہ ہو جائے۔ اصولی طور سے ہر انسان کی سرشت میں ابدی زندگی کی خواہش موجود ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ موت سے آزاد ہو جائے اور زندگی جاوید کا مالک بن جائے۔ اگر جناب عالی کو اس سلسلہ میں تحقیق کی خواہش ہو تو ان علوم کے جاننے والے حضرات کو مغربی فلسفہ کے علاوہ مشائی فلسفہ میں فارابی، اور ابوعلی سینا رحمۃ اللہ علیہما کی وہ کتابیں پڑھنے کا حکم دیں جو اس موضوع پر لکھی گئی ہیں تاکہ ان پر واضح ہو سکے کہ علیت و معلولیت کا قانون ”جس پر ہر طرح کی شناخت کا مدار ہے۔“ اس کا تعلق معقول سے ہے محسوس سے نہیں ہے۔ اسی طرح معانی کلیہ کا ادراک

نیز تمام قوانین کلیہ ”جن پر ہر قسم کے استدلال کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔“ بھی سب کے سب معقول ہیں محسوس نہیں ہیں۔ اور پھر اشرافی فلسفہ میں بھی یہ لوگ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کا مطالعہ کر کے آپ کو بتائیں کہ جسم نیز تمام مادی موجودات بھی اس نور محض کے محتاج ہیں جو حس سے منزہ ہے، اور انسان کے لیے خود اپنی ذات اور اپنی حقیقت کا ادراک شہودی بھی حسی وجود سے مبرا ہے۔

آپ اپنے بزرگ دانشمندیوں کو حکم دیں کہ وہ صدرالمتاہیین رضوان اللہ علیہ خداوند عالم ان کو بینین وصالین کے ساتھ محسوس کرے، کی کتاب حکمت متعالیہ کا مطالعہ کریں تو ان کو معلوم ہو کہ حقیقت علم وحی وجود محض ہے جو مادہ سے مجرد ہے اور ہر طرح کی فکر مادہ سے مبرا ہے اور احکام مادہ اس پر جاری نہیں ہو سکتے۔

اب اس سے زیادہ میں آپ کو تھکانا نہیں چاہتا اور عارفین کی کتابوں خصوصاً محی الدین ابن عربی کی کتابوں کا نام نہیں لوں گا۔ ہاں اگر اس بزرگ شخصیت کے مباحث سے آپ واقف ہونا چاہتے ہوں تو چند ایسے ذہین و باخبر افراد کو جو اس قسم کے علم میں مہارت نامہ رکھتے ہوں، تم روانہ فرمائیں تاکہ چند سال خدا پر بھروسہ کر کے بال سے بھی زیادہ باریک و لطیف عرفانی منازل سے آگاہی حاصل کریں۔ کیونکہ علم و آگہی کا یہ سفر طے کئے بغیر وہاں تک رسائی ناممکن ہے۔

جناب محترم کو ربا چوف!

ان مسائل و مقدمات کے ذکر کے بعد اب میں آپ سے یہ چاہتا ہوں کہ آپ پوری سنجیدگی کے ساتھ اسلام کے بارے میں تحقیق و غلطی کر لیں۔ اور یہ خواہش اس لیے نہیں ہے کہ اسلام اور مسلمین آپ کے محتاج ہیں، بلکہ اسلام کے آفاقی و عظیم اقدار کی بناء پر ہے جو تمام قوموں کی نجات کا سبب اور باعثِ راحت و آرام بن سکتے ہیں اور یہی بشریت کے بنیادی مشکلات کی گرہیں کھول سکتا ہے۔

اسلام کا سنجیدگی کے ساتھ مطالعہ کرنے سے ہو سکتا ہے کہ آپ کو مسئلہ افغانستان اور

اسی قسم کے دُنیا کے دیگر مسائل سے ہمیشہ کے لیے نجات دلادے۔ ہم دُنیا بھر کے تمام مسلمانوں کو اپنے ملک کے مسلمانوں کی طرح سمجھتے ہیں اور ہمیشہ اپنے آپ کو ان کے حال میں شریک سمجھتے ہیں۔

آپ نے سوویت روس کے بعض جمہوریوں میں نسبتاً جو مذہبی آزادی دی ہے۔ اس سے لگتا ہے کہ اب آپ یہ خیال ترک کر چکے ہیں کہ مذہب معاشرہ کے لیے ایفون ہے۔

سچ بتائیے جس مذہب نے ایران کو بڑی طاقتوں کے مقابلہ میں ایک پہاڑ کے مانند استوار کر رکھا ہے، کیا وہ معاشرہ کے لیے نشہ آور ہو سکتا ہے؟ آیا جو مذہب پوری دنیا میں عدالت و انصاف کے اجرا کا مطالبہ کرتا ہے اور انسان کو ہر قسم کی معنوی و مادی قیود سے آزاد دیکھنے کا خواہاں ہے وہ معاشرے کے لیے ایفون ہے؟

البتہ جو مذہب اسلامی وغیر اسلامی ممالک کے مادی و معنوی تمام سرمایہ کو بڑی طاقتوں اور حکومتوں کے حوالہ کر دینے کا سبب بنے اور ہر عام چیخ چیخ کر کہتا ہے کہ سیاست دین سے جدا ہے، یقیناً ملک و قوم کے لیے مخدر و نشہ آور ہے! لیکن وہ اس صورت میں واقعی مذہب نہیں کہا جاسکتا، بلکہ اس مذہب کو ہمارے یہاں کے لوگ ”امریکی مذہب“ کہتے ہیں۔

آخری میں پھر صاف لفظوں میں اعلان کرتا ہوں کہ جمہوری اسلامی ایران عام اسلام کا عظیم ترین و طاقتور ترین مرکز ہونے کی حیثیت سے بڑے اطمینان کے ساتھ آپ کے اعتقادی نظام کے خلا کو پُر کر سکتا ہے۔ بہر حال ہمارا ملک ماضی کی طرح حسن ہمسائیگی اور برادری کے روابط کا قائل ہے اور اس کا احترام کرتا ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی

(جو ہدایت کی پیروی کرے اس پر سلام ہو)

روح اللہ الموسوی الخمینی

۲۲/جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ (یکم جنوری ۱۹۸۹ء)